حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو بڑی دولت ہم نے پائی وہ یقین کی دولت ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷؍فروری ۱۹۷۵ء بمقام کوٹھی صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب جہلم)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مَیں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک مختصر سا اقتباس پڑھوں گا۔ آپ فرماتے ہیں:-

''گناہ یقین پر غالب نہیں ہو سکتا...... اور یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔شیطان اُن پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دُکھ اُٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اُتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دُکھ کو سہل کر دیتا ہے یقین خدا کو دکھاتا ہے اور ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔ ہر ایک مذہب جو یقین کا سامان پیش نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔'' (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۶۷)

گذشتہ عرصہ میں بہت سے مہینے ایسے گذرے جو بڑی پریشانیوں کے مہینے تھے اور فساد کے مہینے تھے اور ظلم سہنے کے مہینے تھے اور ظلم کو برداشت کے ساتھ اور مسکراتے چہروں کے ساتھ برداشت کرنے کے مہینے تھے اور جو چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمیں

حاصل ہوئی اُس کو ظاہر کرنے کے مہینے تھے یعنی یقین کی اس دولت کو ظاہر کرنے کے مہینے تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہم نے پائی اور یہ بڑی دولت ہے جو ہم نے پائی اور وہ یہی یقین کی دولت تھی جو ہمیں ملی۔ یقین اس بات پر کہ اللہ ہے یقین اس بات پر کہ قرآن عظیم ایک نہایت ہی حسین شریعت اور ایک کامل اور مکمل ہدایت ہے۔ یقین اس بات پر کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے لئے محسن اعظم ہیں اور آپؐ کا مقام اس کائنات میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ:- لَوْ لَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (موضوعاتِ کبیر حرف اللام صفحہ ۵۹) کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو اس کائنات کو پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ پھر تو خدا تعالیٰ کی خَلق کے جلوے بھی کسی اور رنگ میں ظاہر ہوتے۔ خدا تعالیٰ خالق ہے اور اس کی یہ صفت کبھی معطل نہیں ہوتی لیکن یہ کائنات جو ہماری کائنات ہے اور جس کے ساتھ ہمارا تعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ''رب العالمین'' کہہ کر بیان کیا ہے اور جس کی تفسیر خود قرآن کریم نے یہ کی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن ہیں آپ کو صرف انسانوں کے لئے رحمت نہیں کہا گیا بلکہ رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن کہا گیا ہے یہ ایک بڑا وسیع مضمون ہے اور یہ بہت سوچنے اور بڑی گہرائیوں میں جانے کا مسئلہ ہے۔ ہر ایک آدمی کو اپنی اپنی سمجھ اور استعداد کے مطابق اس کے متعلق سوچنا چاہیئے۔ پھر یقین اس بات پر کہ خدا تعالیٰ نے جو وعدے دیئے وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اور یقین اس بات پر کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہ وعدہ دیا گیا تھا کہ آخری زمانہ میں آپ کی روحانی اولاد میں سے ایک مہدی، ایک بطلِ جلیل اور آپ کا سب سے زیادہ محبوب بیٹا روحانی لحاظ سے پیدا ہوگا اور وہ ایک جماعت پیدا کرے گا اور اس جماعت کو اللہ تعالیٰ یہ یقین عطا کرے گا کہ وہ اس بشارت کو بھی دوسری بشارتوں کی طرح سچا سمجھے اور غلبۂ اسلام کے لئے دُنیا میں ایک عظیم اور ایک حسین نمونہ قربانیوں کا اور ایثار کا پیش کرے۔ اسی طرح یقین اس بات پر کہ جہاں دُنیا میں ایک فسادِ عظیم بپا ہو چکا۔ جہاں امّتِ مسلمہ کو اس قسم کے فساد کا سامنا کرنا پڑا وہ فسادِ عظیم کہیں بھی اس سے بڑھ کر نہ قرآن کریم میں نہ حدیث میں اور نہ کسی اور جگہ ہمیں نظر آتا ہے کہ ایسا فساد دُنیا میں پیدا ہوگا اور یقین اس

بات پر کہ اس فساد کو دور کرنے کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے۔

ہمارا یہ یقین ہم پر بہت سی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے ہم جب اس یقین پر قائم ہیں کہ ہم نے فساد کو دور کر کے العالمین کے لئے سُکھ اور آرام کو پیدا کرنا ہے تو یہ یقین اس وجہ سے ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کوئی تعویذ نہیں ہے۔ یہ کوئی شوکیس میں سجانے والی چیز نہیں ہے قرآنی ہدایت عمل کرنے کے لئے ہمارے ہاتھ میں دی گئی ہے۔ قرآن کریم پر اگر ہم نے عمل نہیں کرنا اور اس سے ہم نے فیض حاصل نہیں کرنا تو پھر قرآن کریم کا کوئی فائدہ نہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں جو تعلیم دی ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اس کا خلاصہ دو فقروں میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق قرآن کریم نے بیان کئے ہیں، بندوں کو وہ ادا کرنے چاہئیں اور دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بندوں کے جو حقوق مقرر کئے ہیں ان کی ادائیگی کا بندوں کو خیال رکھنا چاہیئے۔ ان حقوق میں ایک ''خُلق'' ہے جس نے بہت سی باتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے ایک اور ''حق'' ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا ہے اسی لئے دُنیا حیران تھی مگر وہ تو یقین نہیں رکھتی لیکن ہم تو اس یقین پر قائم تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو نوع انسانی کی بہبود کے لئے اور دُنیا کو خیر پہنچانے کے لئے پیدا کیا ہے۔ اسی یقین کا نتیجہ ہے کہ ہم دُکھوں اور پریشانیوں میں بھی مسکرا رہے تھے کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر یقین تھا کہ دُنیا کی کوئی طاقت اللہ تعالیٰ کو اپنے منصوبوں میں ناکام کرنے والی نہیں ہے اور ہمیں اس بات پر بھی یقین تھا کہ ہم اس لئے پیدا ہوئے ہیں کہ نوعِ انسانی کی خدمت کریں۔ بعض لوگ کہتے تھے کہ ہم مان ہی نہیں سکتے کہ جن حالات میں سے جماعت گزر رہی ہے اُن میں بھی وہ مسکراتے چہروں کے ساتھ خدمت کے لئے ہر دم ہر آن تیار ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ لکھا ہے آپ کی عبارت کا مفہوم میں اپنے الفاظ میں بیان کر رہا ہوں اس میں آپ نے مجھے اور احباب جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ تمہارا جو اشد ترین دشمن ہے اگر تم اس کے لئے دُعا نہیں کرتے تو آپ فرماتے ہیں کہ مجھے تمہارے ایمان کے متعلق شُبہ ہے پس یہ مقام ہے جماعت احمدیہ کا اور جب تک کوئی جماعت یا کوئی فرد اپنے مقام کو نہ پہچانے اُس وقت تک وہ اُن برکات اور فیوض اور رحمتوں کا وارث

نہیں ہوا کرتا جو اس مقام کے لئے مختص ہوتی ہیں۔

پس اس وقت میں احباب جماعت کو مختصراً جو بات کہنا چاہتا ہوں وہ بڑی اہم ہے کیونکہ ہمارا آج کا ماحول اس کا تقاضا کر رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ احباب اپنے مقام کو پہچانیں اور پورے یقین کے ساتھ اپنے مقام کو پہچانیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کو ایک جماعت دوں گا جو اس روحانی فرزند کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض اور آپ کی برکات کی وارث ہوگی اور آپ کی لائی ہوئی تعلیم پر چلنے والی ہوگی اور آپس میں محبت اور پیار کرنے والی ہوگی میں پھر کہتا ہوں کیونکہ میرے سامنے بعض دوست ایسے بھی ہیں جو اس حقیقت پر یقین نہیں رکھتے کہ مہدی معہود کی جماعت آپس میں محبت اور پیار کرنے والی جماعت ہوگی۔ جو لوگ آپس میں محبت اور پیار نہیں کرتے وہ خدا کی نگاہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل نہیں۔ صرف دُکھ اُٹھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب ہونا تو بڑی بد قسمتی کے مترادف ہے بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ دُکھ اُٹھانے کے لئے انسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی طرف منسوب ہو جائے لیکن جو ذمہ داریاں ہیں اُن کو ادا نہ کرے اور اس مقام پر کھڑے ہونے سے جو سُکھ اور جو سرور اور جو لذت اور جو فیوض اور جو رحمتیں حاصل ہوسکتی ہیں اُن سے وہ اپنے آپ کو محروم کر لے۔

پس احباب جماعت دُعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس محرومی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ دُنیا میں بشاشت اور سُکھ کا جو ماحول پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی توفیق عطا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ کی منشا اور اسی کی توفیق سے وہی بشاشت جو ہمیں دی گئی ہے نوعِ انسانی کے لئے ویسی ہی بشاشت کے حالات پیدا کرنے والے بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہمیں دُعا کرتے رہنا چاہیئے اُس کی قوت اور اس کی توفیق کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوسکتا وہی ہمارا مددگار ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۸؍مارچ ۱۹۷۵ء صفحہ ۲، ۳)